S_1999_4_443_452

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

اے۔پی۔اگراوال

بنام۔

حکومت قومی دارالحکومت علاقہ دہلی اور آندھراپردیش۔

16 نومبر 1999

ڈاکٹر۔اے۔ایس۔آنند، چیف جسٹس، ایم۔سری نواسن اور آر۔سی۔لاہوٹی، جسٹسز

سروس کا قانون:

آفس میمورنڈم نمبر۔ 39021/18/84-تخمینہ۔(بی) مورخہ 14-5-1987،حکومت بھارت، وزارت عملہ پی جی اور پنشن (محکمہ عملہ اور تربیت)-ممبر سیلز کے عہدے کے لیے پیدا ہونے والی خالی جگہ-ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل، اس عہدے پر شامل ہونے کے 6 ماہ کے اندر منتخب رکن کے استعفی کی وجہ سے-اپیل کنندہ واحد دوسرا رکن تھا جس کی سفارش انتخابی کمیٹی نے مرکزی حکومت کے ذریعے تقرری پر غور کے لیے دو ناموں کے پینل میں کی تھی-لہذا اپیل کنندہ مذکورہ عہدے پر تقرری کا دعوی کرتا ہے-مرکزی حکومت، اس کے بجائے، انتخاب کا ایک نیا عمل شروع کر رہی ہے-سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے سامنے درخواست اور اس کے بعد مرکزی انتظامیہ کے سامنے تحریری درخواست۔ عدالت عالیہ، مسترد-اپیل پر-منعقد، انتخاب کے نئے عمل کا آغاز درست نہیں ہے اور بغیر کسی وجہ کے اپیل کنندہ کے نام کو مسترد کرنا من مانی اور غیر آئینی ہے-ایکٹ کے دفعہ (4)13 اور آفس میمورنڈم کی تاریخ 14-5-1987 کے مشترکہ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ متعلقہ حکام پر عوامی فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ کم سے کم وقت میں خالی آسامیوں کو پر کریں بشرطیکہ میمورنڈم میں طے شدہ شرائط موجود ہوں-حکومت کے لیے یہ کھلا نہیں تھا کہ وہ پینل کو نظر انداز کرے جو پہلے ہی اس کی طرف سے منظور شدہ اور قبول شدہ تھا اور اس کا سہارا لینے کی کوئی مناسب وجہ بتائے بغیر نئے انتخاب کے عمل کا سہارا لے۔اسی کے لیے- یہاں تک کہ اگر یہ کہا جائے کہ آفس میمورنڈم میں موجود ہدایات صوابدیدی ہیں، تو اس طرح کی صوابدید کو من مانی انداز میں استعمال نہیں کیا جانا چاہیے-اپیل کنندہ کو ممبر کے طور پر مقرر کرنے کی ہدایت، سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل بھارت کا آئین، 1950-آرٹیکل

14-ثالثی-دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ،1975-دفعہ 13(4)۔

سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ممبر کے عہدے پر تقرری کے لیے درخواستیں طلب کی گئیں۔اس مقصد کے لیے تشکیل دی گئی انتخابی کمیٹی نے مرکزی حکومت کی طرف سے تقرری کے لیے غور کے لیے دو ناموں کے پینل کی سفارش کی۔پینل ایک ایم پر مشتمل تھا اور اپیل کنندہ ایم کو مذکورہ عہدے پر مقرر کیا گیا تھا لیکن اس کے فوراً بعد انہوں نے استعفی دے دیا۔

اپیل کنندہ نے متعلقہ حکام کو سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کرنے کے لیے متعدد نمائندگیاں کیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔مرکزی حکومت نے تازہ درخواستوں کے لیے ایک نیا اشتہار جاری کیا اور اس کے مطابق موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی کے لیے آگے بڑھا۔اپیل کنندہ نے نئے اشتہار اور اس کے مطابق انتخاب کے عمل کو کالعدم قرار دینے اور اسے سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کرنے کی ہدایت کے لیے سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے سامنے درخواست دائر کی۔اپیل کنندہ نے مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کردہ آفس میمورنڈم نمبر 39021/18/84-تخمینہ (بی) پر انحصار کیا جس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مخصوص صورتوں میں مخصوص فہرستیں چلائی جا سکتی ہیں جہاں کسی امیدوار کے عہدے سے استعفی دینے سے یا اس کی موت کی صورت میں اس کے عہدے پر شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر خالی جگہ پیدا ہو جاتی ہے۔مذکورہ درخواست کو ٹریبونل نے مسترد کر دیا تھا۔عدالت عالیہ میں دائر تحریری درخواست بھی خارج کر دی گئی۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی جانب سے، یہ دعوی کیا گیا کہ 14-5-1987 کے دفتر کے میمورنڈم میں موجود ہدایات لازمی ہیں اور اس عہدے میں خالی جگہ منتخب امیدوار کے شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر واقع ہوئی ہے، اسے اپیل کنندہ کا تقرر کر کے پر کیا جانا چاہیے۔

دوسری طرف، جواب دہندگان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ مذکورہ ہدایات صرف ڈائریکٹری ہیں اور حکومت کو اس کی سختی سے تعمیل کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد:.1.1 حقائق پر، مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کردہ آفس میمورنڈم میں طے شدہ تمام شرائط موجودہ معاملے میں پوری کی گئی ہیں اور اپیل کنندہ کے نام کو بغیر کسی وجہ کے مسترد کرنا من مانی اور غیر آئینی ہے۔انتخاب کے نئے عمل کا آغاز درست نہیں ہے اور اس لیے اسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔جواب دہندگان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپیل کنندہ کو سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کریں کیونکہ وہ سلیکٹ

کمیٹی کے منتخب کردہ ناموں کے پینل میں واحد دوسرا شخص ہے اور چونکہ حکومت کی طرف سے اس کے خلاف کچھ نہیں سامنے آیا ہے(452-ڈی،ای)

1.2. سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے رکن کی تقرری دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ 1975 کی دفعہ 13 کے تحت ہوتی ہے۔دفعہ (4)13 اور آفس میمورنڈم کی تاریخ 14-5-1987 کو ایک ساتھ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خط اس مقصد کے ساتھ جاری کیا گیا تھا کہ اس خالی جگہ کو جلد سے جلد پر کیا جائے۔قانونی دفعات کا اظہار لازمی زبان میں کیا گیا ہے اور انہیں نافذ کرنے کے لیے وہی انتظامی ہدایات آفس میمورنڈم میں جاری کی گئی تھیں۔اگر آفس میمورنڈم کو دفعہ (4)13 توضیعات کی روشنی میں پڑھا جاتا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ متعلقہ حکام پر عوامی فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ اس خالی جگہ کو کم سے کم وقت میں پر کریں بشرطیکہ میمورنڈم میں طے شدہ شرائط موجود ہوں۔اس معاملے میں کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ یہ خالی جگہ رکن کی طرف سے اس عہدے پر شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر استعفی دینے سے پیدا ہوئی تھی۔سلیکٹ کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ اور حکومت کی طرف سے قبول کردہ فہرست میں دو ناموں کا ایک پینل ہوتا ہے اور یہ عہدہ ایسا ہے کہ اس خالی جگہ کو پر کرنے کے لیے مقامی انتظامات کرنا ممکن نہیں ہے۔نہ ہی اسے طویل عرصے تک یا نئی بھرتی کی تکمیل تک خالی رکھنا مطلوب ہے۔(449-ای، ایف، جی، ایچ: 450-اے)

1.3. یہ ایک صوابدید کے ساتھ اقتدار کی تفویض کا معاملہ ہے جو اقتدار کے مناسب استعمال کو قابل بنانے کے لیے اس کے ساتھ جاتا ہے اور اس لیے یہ اس فرض کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ اس کے استعمال میں من مانی کو ترک کیا جائے اور اس مقصد کو فروغ دیا جائے جس کے لیے طاقت دی گئی ہے جو بلاشبہ مفادِ عامہ میں ہے نہ کہ انفرادی یا نجی فائدے، کسی فرد کی خواہش یا خواہش میں۔یہاں تک کہ اگر یہ کہا جائے کہ 14-5-1987 کے آفس میمورنڈم میں موجود ہدایات صوابدیدی ہیں اور لازمی نہیں ہیں، اس طرح کی صوابدید کو اس طریقے سے کام کرنے کے فرض کے ساتھ جوڑا جاتا ہے جو اس مقصد کو فروغ دے گا جس کے لیے اختیار دیا گیا ہے اور قانون کی لازمی ضرورت کو بھی پورا کرے گا۔لہذا یہ حکومت کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ اس پینل کو نظر انداز کرے جسے اس نے پہلے ہی منظور اور قبول کر لیا تھا اور اس کا سہارا لینے کی کوئی مناسب وجہ بتائے بغیر نئے انتخاب کے عمل کا سہارا لے۔یہ کسی بھی مرحلے پر حکومت کا معاملہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ اس عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہے۔ٹریبونل یا اس عدالت کے سامنے اپیل گزار کو نظر انداز کرنے اور انتخاب کا نیا عمل شروع کرنے کی کوئی معقول وجہ پیش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔(450-بی، سی، ڈی)

وریندر۔ایس۔ہوڈا اور دیگر بنام ریاست ہریانہ اور دیگر (1999) 3 ایس سی سی 696، قابل

اطلاق ہے۔

آر ایس مِتل بنام یونین آف انڈیا، (1995) ضمیمہ 2 ایس سی سی 230، حوالہ دیا گیا۔

مدھن لال اور دیگر بنام ریاست جموں و کشمیر اور دیگر، (1995) 3 ایس سی سی 486، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

.2 ہر ریاست کی کارروائی، زندہ رہنے کے لیے، من مانی کی برائی کا شکار نہیں ہونی چاہیے جو آئین کے آرٹیکل 14 کا بنیادی اور قانون کی حکمرانی کی بنیاد ہے۔

شری لیکھا و دیارتھی بنام اسٹیٹ آف یو پی، (1991) 1 ایس سی سی 212، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی دیوانی اپیل نمبر 6529۔

سی۔ ڈبلیو۔ پی نمبر 4165 آف 1998 میں دہلی عدالت عالیہ کی طرف سے 24.8.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے پی۔ پی۔ راؤ، ایچ۔ وی۔ پی۔ شرما اور اے۔ این۔ بردیار۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل مکل روہتا گی، کے۔ سی۔ کوشک، محترمہ سشما سوری اور مسز انیل کٹیار۔

ہری شنکر، کے۔ مداخلت کرنے والوں کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سری نواسن، جسٹس: اجازت دی گئی۔

دونوں فریقوں کو سنا اور ریکارڈ کا جائزہ لیا۔

.2 نومبر 1996 میں، رکن، اپیلٹ ٹریبونل، سیلز ٹیکس کے عہدے پر تقرری کے لیے درخواستیں طلب کی گئیں۔ قابلیت، درجہ بندی اور تنخواہ کا پیمانہ، نااہلی، طبی فٹنس، سبکدوشی کی عمر اور سبکدوشی کے فوائد سبھی اشتہار میں بیان کیے گئے تھے۔ اپیل کنندہ کے پاس مطلوبہ قابلیت تھی اور اس نے اس عہدے کے لیے درخواست دی۔ یہ عہدہ مرکزی حکومت کے ذریعے دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ 1975 کی دفعہ 13 کے مطابق پر کیا جانا تھا۔ اس مقصد کے لیے تشکیل دی گئی انتخابی کمیٹی نے مرکزی حکومت کی طرف سے تقرری کے لیے غور کے لیے دو ناموں کے پینل کی سفارش کی۔ ایک مسٹر ایم ایل ساہنی جو اس وقت دہلی ہائر جوڈیشل سروس کے رکن تھے اور موجودہ اپیل کنندہ جو وزارت قانون، انصاف اور کمپنی امور کے ایڈیشنل قانونی مشیر تھے، پینل میں شامل تھے۔ مرکزی حکومت نے شری ایم ایل ساہنی کو رکن، اپیلٹ ٹریبونل، سیلز ٹیکس کے طور پر' تین سال

کی مدت کے لیے یا اس وقت تک جب تک کہ ان کا جانشین شامل نہ ہو، جو بھی پہلے ہو' مقرر کیا۔اس کے مطابق شری ایم ایل ساہنی نے 14.9.1997 پر اس عہدے پر شمولیت اختیار کی۔اس وقت تک وہ انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے رکن کے عہدے کے لیے منتخب ہو چکے تھے۔انہیں دسمبر 1997 میں اس طرح مقرر کیا گیا تھا، اور انہوں نے 4.1.1998 پر سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے رکن کا عہدہ چھوڑ دیا۔

3. مرکزی حکومت نے اپیل کنندہ کو رکن کے طور پر مقرر کرنے کے بجائے، نئی درخواستوں کے لیے ایک نیا اشتہار جاری کرنے کا انتخاب کیا۔تسلیم شدہ طور پر خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے یا تو پریس اشتہارات کے بذریعے درخواستیں طلب کر کے یا اپیل کنندہ کو مقرر کر کے ایک نوٹ پیش کیا گیا تھا جس کے نام کی پہلے شری ایم ایل ساہنی کے نام کے ساتھ سفارش کی گئی تھی اور اس عہدے کو پر کرنے میں تاخیر سے بچنے کے لیے، مؤخر الذکر کورس تجویز کیا گیا تھا۔لیکن اسے حکومت نے قبول نہیں کیا اور وسیع تر انتخاب کے لیے نئی درخواستیں طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

4. اس دوران، اپیل کنندہ متعلقہ حکام کو بار بار نمائندگی کر رہا تھا کہ وہ اسے سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کرے۔چونکہ کسی بھی نمائندگی کا کوئی جواب نہیں آیا اور حکومت تازہ اشتہارات کے مطابق موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی کرنے کے لیے آگے بڑھی، لہذا اپیل کنندہ نے OA No. 630 آف 1998 مرکزی انتظامی ٹریبونل، پرنسپل بینچ کی فائل پر درج کیا۔نئی دہلی تازہ اشتہار اور اس کے مطابق انتخاب کے عمل کو کالعدم قرار دینے اور اپیل کنندہ کو سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کرنے کی ہدایت کے لیے۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 13 توضیعات میں 28.1.98 سے ترمیم کی گئی تھی جس کے تحت دفعہ میں ظاہر ہونے والے الفاظ 'مرکزی حکومت' کو 'لیفٹیننٹ گورنر' کے الفاظ سے تبدیل کیا گیا تھا۔اس طرح تقرری کا اختیار اس کے بعد دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر کے پاس تھا۔لہذا اپیل کنندہ نے لیفٹیننٹ گورنر اور سکریٹری (فنانس)، حکومت این سی ٹی کے بذریعے دہلی کی این سی ٹی کی حکومت کو اپنی درخواست میں مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا تھا۔درخواست کو جواب دہندگان نے اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ اپیل کنندہ کو پینل میں اپنا نام شامل کرنے سے کوئی حق نہیں ملا۔ٹریبونل کے سامنے، اپیل کنندہ نے آفس میمورنڈم 3902/18/84 تخمینہ (بی) مورخہ 14.5.1987، حکومت بھارت، وزارت عملہ، پی جی اور پنشن (محکمہ عملہ اور تربیت) پر انحصار رکھا تھا۔اپیل کنندہ کی جانب سے کہا گیا کہ آفس میمورنڈم میں توضیعات لازمی ہیں اور اس عہدے میں خالی جگہ شری ایم ایل ساہنی کے شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر واقع ہوئی ہے، اسے اپیل کنندہ کا تقرر کر کے پر کیا جانا چاہیے۔ریلائنس کو دہلی سیلز

ٹیکس ایکٹ 1975 کی دفعہ 13 توضیعات پر بھی رکھا گیا تھا۔

5. ٹربیونل نے رائے دی کہ گورنمنٹ آفس میمورنڈم لازمی نہیں تھا اور حکومت کے لیے نئے انتخاب کے عمل کا سہارا لینا کھلا ہے۔ٹربیونل نے اس عدالت کے فیصلوں پر بھی انحصار کیا تھا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ زیر التوا کی فہرست میں موجود شخص کو اس عہدے پر تقرری کا کوئی حق نہیں ملتا ہے اگر اس کے بعد خالی جگہ پیدا ہوتی ہے۔ بالآخر ٹربیونل نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست کو مسترد کر دیا۔

6. اپیل کنندہ نے دہلی عدالت عالیہ میں ایک تحریری درخواست دائر کی جسے غیر زبانی حکم کے ذریعے محدود طور پر مسترد کر دیا گیا۔عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ اسے ٹربیونل کے متنازعہ فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ملی۔اس سے ناراض ہو کر اپیل کنندہ نے اس عدالت سے رجوع کیا ہے۔جب معاملہ ٹربیونل کے سامنے زیر التوا تھا، تو تازہ اشتہار کے مطابق انتخاب کے عمل پر روک لگا دی گئی تھی۔جب اس عدالت کی طرف سے خصوصی اجازت کی درخواست میں نوٹس کا حکم دیا گیا تو اسی طرح کے عبوری حکم کو نئے انتخاب پر روک لگا دی گئی۔

7. ممبر سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹربیونل کی تقرری دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ 1975 کی دفعہ 13 کے تحت ہوتی ہے۔دفعہ 13 کی ذیلی دفعہ (4) مندرجہ ذیل ہے:

'اپیلٹ ٹربیونل کی رکنیت میں کسی بھی خالی جگہ کو مرکزی حکومت جلد از جلد پر کرے گی۔

ذیلی دفعہ میں لفظ 'ول' کے استعمال کو نوٹ کرنا اہم ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون نے حکومت پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ اس خالی جگہ کو جلد از جلد پر کرے۔

8. مرکزی حکومت نے 14.5.1987 پر ایک آفس میمورنڈم جاری کیا جس میں وہ ہدایات شامل ہیں جو 1.1.1986 پر یا اس کے بعد پیدا ہونے والی آسامیوں کے حوالے سے لاگو ہوں گی۔میمورنڈم مندرجہ ذیل شرائط میں ہے:

'زیر دستخط شخص کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس محکمے کے 6 فروری 1985، 13 جون 1985 اور 20 نومبر 1985 (کاپیاں منسلک) کے او ایم نمبر 39021/18/84-تخمینہ (بی) کا حوالہ دے اور یہ کہے کہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق یکم جنوری 1985 سے تیار کردہ مخصوص فہرستیں صرف خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے چلائی جاتی تھیں۔اس سے پہلے مخصوص فہرستیں متبادل خالی آسامیوں اور یکساں نوعیت کی نئی خالی آسامیوں دونوں کے لیے استعمال کی جا رہی تھیں۔کچھ وزارتوں نے ایسی صورتحال میں خالی آسامیوں کو پر کرنے میں دشواریوں کی اطلاع دی ہے جہاں تجویز کردہ امیدوار نے مختصر مدت کے لیے اس عہدے پر

شمولیت اختیار کی اور پھر استعفی دے دیا یا جہاں امیدوار کی موت کی وجہ سے خالی جگہ پیدا ہوئی، اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ اگلی بھرتی ہونے تک ان عہدوں کو طویل عرصے تک خالی نہیں رکھا جا سکا۔

2. اس معاملے کی جانچ یو پی ایس سی کے ساتھ مشاورت سے کی گئی ہے۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مخصوص فہرستیں ان صورتوں میں چلائی جا سکتی ہیں جہاں کسی امیدوار کے عہدے سے استعفی دینے سے یا اس کی موت کی صورت میں اس کے عہدے پر شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر اس شرط کے ساتھ کہ فہرستوں کا ایسا عمل قانونی عہدوں اور سائنسی، تکنیکی، تعلیمی یا طبی نوعیت یا اسی طرح کی نوعیت کے معاملات میں محدود ہونا چاہیے جہاں نئی بھرتی کی تکمیل تک عہدے کو خالی رکھنا یا مقامی انتظامات کرنا ممکن نہ ہو۔

3. دیگر قسم کے معاملات میں بھی جہاں اس عہدے کو عام طور پر باضابطہ بنیاد پر یا اندرونی انتظامات کے ذریعے سنبھالا جا سکتا ہے، وزارتوں/محکموں کی مخصوص فہرست کو چلانے کی درخواستوں پر کمیشن غور کرے گا لیکن صرف اس صورت میں جب یہ واضح ہو کہ اس طرح کے انتظامات کرنا ممکن نہیں ہوگا اور عہدوں کو بھی اس وقت تک خالی نہیں رکھا جا سکتا جب تک کہ اگلے بھرتی کے عمل سے امیدوار دستیاب نہ ہوں۔

4. یہ ہدایات 1.86 .I کو یا اس کے بعد پیدا ہونے والی آسامیوں کے سلسلے میں لاگو ہوں گی۔

9. اگرچہ یہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل دلیل ہے کہ آفس میمورنڈم میں موجود ہدایات لازمی ہیں، لیکن جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے دعوی کیا ہے کہ وہ صرف ڈائریکٹری ہیں اور حکومت کے لیے اس کی سختی سے تعمیل کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پیراگراف 2 میں ظاہر ہونے والے الفاظ 'چلائے جا سکتے ہیں' پر انحصار کرتا ہے۔

10. دہلی سیلز ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 13(4) اور آفس میمورنڈم کو ایک ساتھ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مؤخر الذکر کو اس خالی جگہ کو جلد از جلد پر کرنے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا۔ قانونی شق کا اظہار لازمی زبان میں کیا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد کے لیے انتظامی ہدایات آفس میمورنڈم میں جاری کی گئی تھیں۔ آفس میمورنڈم کے پہلے پیراگراف سے پتہ چلتا ہے کہ 14.5.1987 سے پہلے موجود پوزیشن کچھ مشکلات کا باعث بنتی ہے اور زیر بحث میمورنڈم اس طرح کی مشکلات پر قابو پانے اور ایکٹ میں زیر غور خالی جگہ کی جلد تکمیل کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جاری کیا جا رہا تھا۔ اگر آفس میمورنڈم کو دفعہ 13(4) توضیعات کی

روشنی میں پڑھا جاتا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ متعلقہ حکام پر عوامی فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ اس خالی جگہ کو کم سے کم وقت میں پر کریں بشرطیکہ میمورنڈم میں طے شدہ شرائط موجود ہوں۔ اس معاملے میں کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ ایم ایل ساہنی کی طرف سے اس عہدے پر شامل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر استعفی دینے سے یہ خالی جگہ پیدا ہوئی تھی۔ انتخابی کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ اور حکومت کی طرف سے قبول کردہ فہرست میں دو ناموں کا ایک پینل تھا؛ اور یہ عہدہ ایسا ہے کہ خالی جگہ کو پر کرنے کے لیے مقامی انتظامات کرنا ممکن نہیں ہے۔ نہ ہی اسے طویل عرصے تک یا نئی بھرتی کی تکمیل تک خالی رکھنا مطلوب۔

11. ہماری رائے میں، یہ ایک صوابدید کے ساتھ اقتدار کی تفویض کا معاملہ ہے جو اس کے ساتھ طاقت کے مناسب استعمال کو قابل بنانے کے لیے جاتا ہے اور اس لیے یہ اس فرض کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ اس کے استعمال میں من مانی کو ترک کیا جائے اور اس مقصد کو فروغ دیا جائے جس کے لیے طاقت دی گئی ہے جو بلاشبہ مفادِ عامہ ہے نہ کہ انفرادی یا نجی فائدہ، کسی فرد کی خواہش یا خواہش۔ یہاں تک کہ اگر یہ کہا جائے کہ 14.5.87 کے آفس میمورنڈم میں موجود ہدایات صوابدیدی ہیں اور لازمی نہیں ہیں، اس طرح کی صوابدید کو اس طریقے سے کام کرنے کے فرض کے ساتھ جوڑا جاتا ہے؛ اس مقصد کو فروغ دینا جس کے لیے اختیار دیا گیا ہے اور قانون کی لازمی ضرورت کو بھی پورا کرتا ہے۔ اس لیے یہ حکومت کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ اس پینل کو نظر انداز کرے جسے اس نے پہلے ہی منظور اور قبول کر لیا تھا اور اس کا سہارا لینے کی کوئی مناسب وجہ بتائے بغیر نئے انتخاب کے عمل کا سہارا لے۔ یہ کسی بھی مرحلے پر حکومت کا معاملہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ اس عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہے۔ ٹریبونل کے سامنے اپیل گزار کو نظر انداز کرنے اور انتخاب کا نیا عمل شروع کرنے کی کوئی معقول وجہ پیش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی یا اس عدالت سے درخواست نہیں کی گئی۔

12. یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ ہر ریاست کی کارروائی، زندہ رہنے کے لیے، صوابدیدی کی برائی کا شکار نہیں ہونی چاہیے جو کہ آئین کے آرٹیکل 14 کا بنیادی حصہ ہے اور قانون کی حکمرانی کے لیے بنیادی ہے، وہ نظام جو ہم پر حکومت کرتا ہے (سریلیکھا ودیارتھی بنام یو پی کی ریاست، (1991) SCCI 212۔

13. فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دین لال اور دیگر بنام ریاست جموں و کشمیر اور دیگر، (1995) 3 ایس سی سی 486) اور صفحہ 502 پر فیصلے کے پیراگراف 23 پر انحصار کیا۔ اس فیصلے کا موجودہ معاملے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اشتہار منشی کے عہدے پر درخواستوں کے لیے تھا۔ اشتہار کے مطابق، 11 آسامیاں پر کی جانی تھیں اور پبلک سروس کمیشن سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ

مذکورہ سات آسامیوں کو پر کرنے کے لیے 11 افراد کا انتخاب کیا جائے۔ منتخب امیدواروں کی فہرست بھیجتے وقت پبلک سروس کمیشن نے 11 سے زیادہ ناموں پر مشتمل ایک فہرست بھیجی۔ یہ واضح طور پر خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے تھا، اگر 11 امیدواروں میں سے کوئی بھی ان کی میرٹ کے مطابق زیرالتوا فہرست میں موجود 11 امیدواروں میں سے شامل نہیں ہوا۔ بنچ نے فیصلہ دیا کہ ایک بار جب منتخب ہونے والے 11 امیدواروں نے اس عہدے پر شمولیت اختیار کی تو فہرست ختم ہوگئی اور اس کے بعد زیرالتوا کی فہرست کو کسی بھی مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکا۔ یہ اصول ہماری طرف سے پہلے سے بیان کردہ حقائق کے پیش نظر موجودہ معاملے میں لاگو نہیں ہوگا۔

14. آر ایس متل بنام یونین آف انڈیا، (1995) ضمیمہ 2 ایس سی سی 230 میں جوڈیشل ممبر، انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے عہدے پر امیدواروں کے انتخاب کے حوالے سے سوال پیدا ہوا۔ انتخاب اس عدالت کے ایک موجودہ جج پر مشتمل سلیکشن بورڈ نے کیا تھا۔ سلیکشن بورڈ نے منتخب امیدواروں کا ایک پینل تیار کیا جس میں اس عدالت کے سامنے اپیل کنندہ کا نام شامل تھا اور اس نے اپنی سفارشات بھیجیں۔ پینل میں نمبر 1 اور 2 پر موجود امیدواروں نے تقرری قبول نہیں کی۔ بنچ نے مشاہدہ کیا کہ اگرچہ انتخابی پینل میں شامل کسی شخص کو اس عہدے پر مقرر ہونے کا کوئی ذاتی حق نہیں ہے جس کے لیے اسے منتخب کیا گیا ہے، اسے تقرری کے لیے غور کرنے کا حق ہے اور ساتھ ہی تقرری کرنے والا اتھارٹی انتخابی پینل کو نظرانداز نہیں کر سکتا یا اپنی مرضی سے تقرری کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ عدالت نے کہا کہ جب کسی شخص کا انتخاب سلیکشن بورڈ کے ذریعے کیا جاتا ہے اور اس کی میرٹ پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کوئی خالی جگہ پیش کی جا سکتی ہے، تو عام طور پر اسے تقرری کے لیے نظرانداز کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور انتخابی پینل میں موجود شخص کی تقرری سے انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہیے۔ تاہم، کیس کے حقائق پر بنچ نے اپیل کنندہ کو کوئی راحت نہیں دی کیونکہ وہ صرف نمبر 4 تھا اور اس شخص کے موقف کے بارے میں کوئی معلومات دستیاب نہیں تھی جو انتخابی پینل کے نمبر 3 پر تھا۔ سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کی طرف سے دیے گئے نتائج کو فیصلے میں اشارہ کردہ حد تک الٹتے ہوئے بنچ نے اپیل کو مسترد کر دیا لیکن حکومت کو اپیل گزار کو کارروائی کی لاگت ادا کرنے کی ہدایت کی جس کی مقدار 30,000 روپے تھی۔

15. وریندر ایس ہوڈا اور دیگر بنام ریاست ہریانہ اور دیگر (1999) 3 ایس سی سی 696 میں۔ ہریانہ سروس کمیشن نے ہریانہ سول سروس (ایگزیکٹو برانچ) کی 12 آسامیوں کا اشتہار دیا۔ انتخاب کی تکمیل پر حتمی فہرست شائع کی گئی۔ کچھ منتخب امیدواروں نے شرکت نہیں کی اور اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ

مسابقتی امتحان میں اپیل کنندگان کی طرف سے حاصل کردہ درجہ بندی کے لحاظ سے اس طرح پیدا ہونے والی آسامیوں کے خلاف ان پر غور کیا جانا چاہیے تھا۔انہوں نے سرکاری سرکلرز مورخہ 22.3.1957 اور 26.5.1972 پر انحصار کیا جس کے مطابق کمیشن کی سفارشات موصول ہونے کے چھ ماہ کے اندر پیدا ہونے والی خالی آسامیوں کو کمیشن کے زیر انتظام زیر التوا فہرست سے پر کیا جانا چاہیے۔اپیل گزاروں کی طرف سے دائر تحریری درخواست کو عدالت عالیہ نے اس خیال میں خارج کر دیا تھا کہ سرکلرز میں موجود انتظامی ہدایات کو نافذ نہیں کیا جا سکتا۔عدالت عالیہ کے فیصلے کو پلٹتے ہوئے،اس عدالت کے ڈویژن بنچ نے مشاہدہ کیا کہ حکومت کو اپیل گزاروں کے معاملے پر ان کے حاصل کردہ عہدے کے مطابق غور کرنا چاہیے تھا اور اگر اپیل گزار انتخاب کے دائرے میں آتے ہیں تو ان کا تقرر کرنا پڑتا ہے۔بنچ نے نشاندہی کی کہ جب یہ آسامیاں پچھلے انتخاب کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر پیدا ہوئیں تو حکومتی سرکولر کو راغب کیا گیا اور عدالت عالیہ کا یہ خیال کہ انتخاب کا عمل شروع ہونے کے بعد خالی آسامیاں پیدا ہوئیں،کوئی مطابقت نہیں رکھتا اور وہ حکومت کی اعلان کردہ پالیسی کے منافی ہیں۔بنچ نے مشاہدہ کیا کہ عدالت عالیہ کا یہ نظریہ کہ اپیل گزاروں کے ذریعے انتظامی ہدایات کو نافذ نہیں کیا جا سکتا،اس معاملے کو تنگ اور غلط زاویے سے دیکھنا ہوگا۔بنچ نے کہا،"جب ریاست کی طرف سے اس عہدے کو پر کرنے کے طریقے کے بارے میں کوئی پالیسی اعلان کی جاتی ہے اور اس پالیسی کا اعلان وقتاً فوقتاً پبلک سروس کمیشن کو جاری کردہ قواعد وضوابط کے قیود سے کیا جاتا ہے اور جب تک کہ یہ ہدایات قواعد کے منافی نہ ہوں،تب جواب دہندگان کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔"یہ فیصلہ موجودہ معاملے میں چاروں طرف لاگو ہوگا۔

16. ان حالات میں ہمیں اپیل کی اجازت دینے اور جواب دہندگان کو اپیل کنندہ کو سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کا رکن مقرر کرنے کی ہدایت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کیونکہ وہ انتخابی کمیٹی کے منتخب کردہ ناموں کے پینل میں واحد دوسرا شخص ہے اور چونکہ حکومت کی طرف سے اس کے خلاف کچھ نہیں لایا گیا ہے۔

17. حقائق پر،ہم دیکھتے ہیں کہ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کردہ آفس میمورنڈم میں طے شدہ تمام شرائط موجودہ معاملے میں پوری کی گئی ہیں اور اپیل کنندہ کے نام کو بغیر کسی وجہ کے مسترد کرنا من مانی اور غیر آئینی ہے۔انتخاب کے نئے عمل کا آغاز درست نہیں ہے اور اسے اس طرح کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔اسی کے مطابق اپیل کی اجازت ہے۔بنا اخراجات کے۔

18. آئی اے۔نمبر 2 اور 3 آف 1999۔

دیوانی اپیل کے نمٹارے کے پیشِ نظر، یہ دونوں درخواستیں باقی نہیں رہتیں۔ انہیں ناکارہ قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

ایم۔ پی۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document